اردو داستان کا ارتقاء

ج :- اردو کے دیگر اصنافِ سخن کی طرح داستان کی ابتدا بھی دکن میں ہوئی۔ ملا وجہی کی "سب رس" اس سلسلے میں اردو کی پہلی باقاعدہ تصنیف مانی جاتی ہے۔ یہ ایک فارسی قصہ "حسن و دل" کا اردو ترجمہ ہے اس میں حسن و دل کی داستان اور عشق کی معرکہ آرائیوں کا بیان ہے۔ یہ ایک تمثیلی داستان ہے وجہی نے "سب رس" میں جگہ جگہ پند و موعظت کے دفتر کھول دیے ہیں جس سے کہانی کچھ دبی دبی سی لگتی ہے اور اس سے قصہ کی دلچسپی متاثر ہو گئی ہے۔ مگر اس کی روانی، سادگی اور زبان کی صفائی ایسی ہے کہ وجہی کی استادی کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ "سب رس" کے قصے پر مذہب، تصوف اور اخلاقیات کی مشترکہ چھاپ لگی ہے۔

لیکن داستانوی ادب میں اضافہ صحیح معنوں فورٹ ولیم کالج کے قیام کے بعد ہوا۔ اس کالج کی سرپرستی میں اردو نثر کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ داستانوں کی طرف خاص توجہ دی گئی اور دوسری زبانوں کے قصے اردو میں منتقل کرائے گئے۔ ابتدا میں جو کتابیں ترجمہ ہو کر منظر عام پر آئیں ان میں میر امن کی "باغ و بہار"، حیدر بخش حیدری کی "آرائش محفل"

اور طوطا کہانی، علی خان اشک کی داستان "امیر حمزہ" میر بہادر علی حسینی کی "نثر بے نظیر" مظہر علی کی "بیتال پچیسی" یہ تمام داستانیں داستانی عناصر سے مزین ہیں ان داستانوں میں "باغ و بہار" سب سے مشہور ہے۔ یہ قصہ "چہار درویش" کا آسان زبان میں ترجمہ ہے یہ وہی قصہ ہے جسے تحسین صاحب اپنی کتاب "نوطرز مرصع" میں پیش کر چکے تھے۔ میرامن نے "نوطرز مرصع" کو سادہ زبان میں منتقل کرنے کے کام کو ترجمہ کے بجائے تخلیقی سطح پر قبول کیا اور "نوطرز مرصع" میں بیان کیے گئے واقعات کو اپنے انداز میں پیش کرنے کے لیے اپنا پورا فن صرف کر دیا، جس سے "باغ و بہار" ترجمے کے دائرے سے نکل کر میرامن کی تخلیقی صلاحیتوں کا مظہر بن گئی اور ان کے تخلیقی جوہر کے جوت سے اردو نثر میں کبھی نہ بجھ سکنے والا چراغ روشن ہو گیا۔

فورٹ ولیم کالج سے باہر لکھی گئی داستانوں میں انشاء اللہ خاں انشاء کی "رانی کیتکی کی کہانی" اور رجب علی بیگ سرور کی "فسانہ عجائب" زیادہ اہم ہیں۔ "رانی کیتکی کی کہانی" اپنی لسانی اور زبان و بیان کی خوبیوں کے ساتھ ساتھ اس وجہ سے بھی اہمیت کی حامل ہے کہ اس نے داستانوی ادب کے ارتقاء میں نمایاں کردار ادا کیا ہے اور ناول نگاری کے امکانات روشن کیے ہیں۔ "فسانہ عجائب" لکھنوی تہذیب کا

بعدازیں مرزا بیگ سرور نے یہ کتاب میرامن کی "باغ و بہار" کے جواب
میں لکھی تھی سرور نے شعوری طور پر اس کتاب میں مقفیٰ و پر تکلف فارسی
آمیز زبان استعمال کی ہے ان دونوں مشہور داستانوں کے علاوہ محمد بخش کی
"نورتن" نیم چند کھتری کی "گل صنوبر"، "الف لیلہ" کے تراجم "طلسم ہوش ربا"
"سروش سخن" اور "طلسم حیرت" وغیرہ بھی اپنی فنی خوبیوں کی وجہ سے اہم ہیں۔
ان داستانوں میں داستان "امیر حمزہ"، "بوستان خیال" اور
"طلسم ہوش ربا" جیسی کچھ طویل داستانیں ہیں اور "رانی کیتکی کی کہانی"
جیسی کچھ مختصر داستانیں ہیں اور کچھ "باغ و بہار" جیسی درمیانی قسم کی داستانیں
بھی ہیں۔ ان تمام داستانوں میں رومان کا ایک جہان دلکش آباد ہے تخیل کی فراوانی
نے طرح طرح کے گل بوٹے کھلائے ہیں، مافوق الفطرت عناصر کی موجودگی
نے ان کہانیوں کو دلچسپ اور حیرت ناک بنا دیا ہے۔ داستان نگاروں
نے اپنی داستانوں میں دلچسپی اور رنگینی پیدا کرنے کے لیے اپنا پورا فن
اور زبان و بیان کی تمام صلاحیتیں صرف کر دی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عقل
و منطق کے معیار پر معتبر نہ ٹھہرنے کے باوجود بھی ان داستانوں کو ایک
Notes ممتاز ادبی سرمائے کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ داستانیں اردو نثر میں
بیش بہا اضافے کی ضامن ہیں